بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس شوریٰ

جامعہ رشیدیہ ریاض العلوم سونگڑہ ڈاک خانہ کود

ضلع کٹک اڑیسہ

منعقدہ ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۷/ جون ۲۰۰۴ء

کے موقع پر

حضرت مولانا الحاج السید عبد الحفیظ مہتمم جامعہ کی کلیدی تقریر (ٹیپ شدہ)

شائع کردہ

شعبہ نشر واشاعت جامعہ رشیدیہ ریاض العلوم سونگڑہ ڈاکخانہ کود

ضلع کٹک اڑیسہ، الھند، پن کوڈ ـ ۷۵۴۲۲۱ ـ

بعد خطبہ ماثورہ آیت ''واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللّٰه ثم توفی کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمون الایه۔

امیر جمع ہیں احباب حال دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

صدر محترم ! معزز علماء اکرام ! سامعین عظام! میری مقدس پردہ نشین فاطمائیں !اگرچہ میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک طویل خطبہ، اور پھر آیات قرانی تلاوت کی ہے آپ حضرات نے سمجھا ہوگا کہ میں کوئی لمبی چوڑی تقریر کرونگا، میرا منشا تقریر و بیان کا نہیں ہے، بلکہ میرا منشا جامعہ کی نسبت سے چند تاریخی حقائق، جنکا تعلق سرزمین سونگڑہ ہی سے نہیں بلکہ مذہبی اعتبار سے پورے صوبے کیساتھ ہے، آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہونگا۔ مبادا سونگڑہ ہی کی نہیں بلکہ پورے صوبے کی سچی تاریخ مٹ نہ جائے کیونکہ تاریخ ہی ہمیں سبق دیتی ہے کہ جب کوئی قوم اپنی تاریخ کو بھول جاتی ہے تو سُپر طاقت صحیح تاریخ کو مسخ کرکے حاصل شدہ نعمتوں کو جو بے شمار افراد کی مشترکہ قربانی و سعی پیہم سے پوری قوم، پوری جماعت کو میسر ہوئی ہے اسکا تنہا دعویدار بن بیٹھتا ہے، کون نہیں جانتا کہ برطانوی غاصب حکومت کو سمندر پار کرنیکے لئے آغاز سے انجام تک مسلمان سربکف رہا اور تا آنکہ ان غاصبوں کو مجبوراً ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری ایشیائی

مملکت سے ہاتھ دھونا پڑا اپنی جگہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے رہے۔ یہ مسلمان ہی تو تھے۔ مگر افسوس آج کا مورخ ''آزادی ہند'' میں مسلمانوں کی کردار کشی کا جو نقشہ کھینچا ہے۔

الامان الحفیظ!

بہرحال وہ قوم جو اپنی تاریخ کی حفاظت خود نہیں کرتی اسے بے شمار نعمتوں سے محروم ہونا پڑتا ہے اور آنے والی نسل جب خود ساختہ اور مسخ شدہ تاریخ دیکھتی ہے جسمیں انکے آبا و اجداد کی کردار کشی کیجاتی ہے اور ان کی قربانیوں کا تذکرہ تک نہیں ملتا تو اسے حقیقت پر مبنی سمجھکر جھینپتا ہے اور غیروں کے مقابلہ میں اپنی ترقی کی راہیں مسدود پاتا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ سونگڑہ کی تاریخ سے کچھ، آپ حضرات کے گوش گذار کردوں جسکا علم ہماری نئی نسل کو نہیں ہے۔ اور آنیوالی نسل اپنے آباء واجداد کی خدمات کو دیکھ کر تازہ دم اور نیک امنگ کے ساتھ میدان عمل میں آسکے۔ اور سونگڑہ کی عظمت رفتہ کو پھر سے واپس لانیکا جذبہ ہر بچے کی دل میں موجزن ہو، جو اسکے آباء و اجداد کی کمائی ہوئی ہے۔ اور گزشتہ دو سو سالوں سے اسکا محافظ امین رہا ہے اور اب وہ بتدریج اوروں کے گھر جا رہی ہے جسکا ہمیں خبر تک نہیں۔

آیئے ہم سب اپنی کھوئی ہوئی نعمتوں کا ادراک کریں، تا آنکہ ہماری نعمتوں کی زوال کا علم واحساس نہ ہو۔ زائل شدہ نعمتوں کے حصول کی کوشس بھی نہ ہو پائے گی ''میں'' عمائدین سونگڑہ کے سامنے انہیں کھوئے ہوئے انعامات کا احساس دلانیکے لئے تاریخ کی روشنی میں کچھ عرض کرنا چاہونگا تا کہ ہمارے دل میں اپنے نقصانات کا احساس جاگر ہو۔ اور ہر بچہ بوڑھا جوان اپنے نقصان کی تلافی کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔

سامعین کرام! اگر ہم سے اپنے نقصانات کا احساس بھی چھن گیا تو پھر ہمارا شمار ایک مردہ اور بے حس جماعت میں ہوگا اور ہم، آنے والی نسلوں کیلئے فخر وافتخار کے بجائے ننگ وعار کے سبب بنجائینگے انہیں بے حسی کی جانب مرحوم اقبال نے توجہ دلائی ہے

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

میں صرف چند باتیں جنکا تعلق صراحتاً سرزمین سونگڑہ اور اصالتاً پورے صوبے کے ساتھ ہے عرض کرتا ہوں تاکہ ہم سب ''متاع کارواں'' اپنے نقصانات کا احساس ہمیں خواب غفلت سے بیدار کردے، چونکادے تڑپادے اور ہم منزل کی صحیح سمت چل پڑیں، امیدوار ہوں کہ ہماری ضائع شدہ متاع کھوئی ہوئی نعمت کے حصول کیلئے اخلاص نیت کیساتھ ''جنگی پیمانے'' پر کوشش ہوگی اور ہم جسطرح ماضی میں قیادت کی باگ ڈور لئے دنیا وآخرت میں سرفراز رہے آج بھی سعی پیہم سے عنداللہ مقبول اور عندالناس منظور نظر بن جائیں گے۔

والذین جاهدو افینا لنهدینهم سبلنا الآیه،

کرارادہ خشک ڈالی سے ثمر پیدا کریں ۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

معزز سامعین کرام! ہم سب خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان میں صوبہ اڑیسہ

ہر لحاظ سے سب سے زیادہ پسماندہ علاقہ ہے مذہبی حالات تو ایسے ہیں کہ آج بھی ایسے گاؤ
ں پائے جاتے ہیں جہاں قادیانوں کو مسلمانوں ہی کا ایک طبقہ شمار کیا جاتا ہے قادیانیوں
سے شادی بیاہ کے رسومات تک جاری ہیں، جب جہالت کا یہ عالم کہ اپنے عقائد سے
بے خبر ہیں تو پھر ایسوں سے مذاہب باطلہ کے دفاع کا سوال ہی کیا؟ ایسے نازک دور میں
پورے صوبے میں قصبہ سونگڑہ ہی کو تھوڑی بہت مذہبی معلومات حاصل رہی، عقائد
درست رہے فرائض وواجبات پر عمل رہا، سنتوں پر عمل کرنیکا جذبہ تھا اور چونکہ ہندوستان
میں مرکزی ایشیائی حکومت عرصہ دراز تک رہی، فارسی سرکاری زبان تھی، اور فارسی کے
ماہرین اسی قصبہ میں پیدا ہوئے اور مذہبی کتب متداولہ فارسی میں منتقل ہو چکی تھی اسلئے
فارسی کے ذریعے اسلامی تہذیب کی معلومات حاصل ہوئیں اور اسپر عمل پیرا ہوئے، انکی
یہی فارسی دانی پورے صوبے میں قیادت کا سبب بنی، مسلم آبادیوں میں آپ جہاں بھی
جایئے، سونگڑہ کے آخوند جی، استاد جی، معلم، قاضی کی حیثیت سے مقتدی پائے جاتے۔
الغرض پچھلے دوسو سالوں میں اس دور کو جو ۱۹۳۲ء تک کی ہے "میں" اسے دور اول سے
تعبیر کرتا ہوں جسکی قیادت قصبہ سونگڑہ کو حاصل رہی اس دور میں کوئی ایک عالم سونگڑہ میں
مقیم نہ تھا صرف اپنی مذہبی معلومات، فارسی دانی، تقویٰ وطہارت راست گوئی پاک بازی
کے لئے چمکے اور خوب چمکے، پورے صوبے میں وسعت بھر دینی خدمات انجام دیں اور
سونگڑہ کا ہر بچہ بوڑھا جوان قدر ومنزلت کی نگاہ سے پورے صوبے میں دیکھا جاتا رہا۔

اور پھر دور ثانی میں جب اسی قصبہ میں ممتاز علماء کرام پیدا ہوئے جن کے
سرخیل حضرت مولانا سید عبدالروف صاحبؒ ہیں، اور پھر حضرت مولانا سید فضل الرحمن

صاحبؒ، حضرت مولانا محمد عمر صاحبؒ، حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم صاحبؒ، حضرت مولانا سید محمود النبی صاحبؒ، حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحبؒ نوراللہ مراقدھم ہیں، ان میں سے علاوہ مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم کے سب کے سب مظاہر علوم سہارنپور کے فضلاء ہیں، اپنی فراغت علمی و تربیت تھانوی، حکیم الامت حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہ سے لیس ہوکر وطن لوٹے، تو اولاً ان علماء کرام نے ایک آزاد دینی مدرسہ کے قیام کا فیصلہ کیا۔ مدرسہ کی تحریک پر مرحوم ڈاکٹر سید اکرام رسول صاحب نے ایک قطعہ اراضی جو آج بھی محلہ رسول پور میں "مدرسہ پڑیا" کے نام سے موسوم و مشہور ہے کو، مدرسہ کے لئے وقف کیا عمارت تیار ہوئی ہندوستان سے لوٹے نوجوان علماء کرام وحفاظ عظام نے درس دینا شروع کیا آج بھی اس مدرسہ میں پڑھنے والوں میں سے میرے استاذ حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ وجناب سید عبدالمطلب صاحب باحیات ہیں اور مرحومین میں سے حضرت مولانا سید سخاوت حسین صاحبؒ واستاذی حضرت مولانا سید محمد اطہر صاحبؒ ومرحوم مولوی سید عبدالخالق صاحب اور میرے چچا مرحوم الحاج السید عبدالواسع صاحب وغیرہ ہیں۔ ڈاکٹر سید اکرام رسول صاحب کی وقف کردہ اراضی پر قائم رسول پور کا مدرسہ پورے آب وتاب کے ساتھ جاری رہا۔ اسی طرح ہندوستان گیر پیمانے پر مسلمانون کی سب سے زیادہ ممتاز، فعال، مقتدر تنظیم "جمعیۃ علماء ہند" کی تھی۔ صوبائی سطح پر یہ تنظیم بہت دیر ۱۹۳۲ء میں اڑیسہ پہنچی وہ بھی اسی قصبہ کے مرد جلیل جواں سال عالم باعمل حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن صاحبؒ کی سعی بلیغ سے اولاً شہر کٹک پہنچی، سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ کے دست مبارک سے اسکا دفتر چھوٹی مسجد کے ایک

کمرے میں قائم ہوا جمعیۃ علماء اڑیسہ کے پہلے صدر حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن صاحبؒ منتخب ہوئے۔ اور نائب صدر کی حیثیت سے فخر اڑیسہ حضرت مولانا سید برکت اللہ صاحبؒ کا انتخاب عمل میں آیا، اور پھر صدر محترم کی کوششوں سے صوبہ بھر کی مسلم آبادیوں سے صدائے اسلام کی گونج کانوں میں آنے لگی۔ اور مولانا مرحوم کی رہنمائی اور کوششوں سے ۱۹۳۸ء میں ایک عظیم الشان سہ روزہ ''اجلاس جمعیۃ علماء'' اسی قصبہ کے گجا باغیچہ میں منعقد ہوا، جسمیں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ سحبان الھند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد میاں صاحب دیوبندیؒ وغیرہم تشریف لائے اس جلسہ کو تاریخی حیثیت حاصل ہے مشاہدین کرام کا بیان ہے کہ آج تک ایسا عظیم الشان اجلاس صوبہ اڑیسہ میں نہیں دیکھا گیا، یہی وہ جلسہ ہے جسمیں حضرت مولانا السید محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کا نکاح ہوا۔ چونکہ مولانا مدظلہ کے سسرال والے مہر فاطمی پر نکاح کیلئے راضی نہیں ہوئے اس لئے شیخ الاسلامؒ نے نکاح پڑھانے سے انکار کردیا پھر کسی دوسرے عالم نے نکاح پڑھائی۔

مگر واحسرتاہ! اس دور کے ممتاز نوجوان علماء کرام میں سے حضرت مولانا سید عبدالروف صاحبؒ کا تو پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا، اور پھر میر کارواں حضرت مولانا سید فضل الرحمٰنؒ حضرت مولانا محمد عمر صاحبؒ حضرت مولانا حافظ عبدالقیومؒ اور حضرت مولانا محمود النبیؒ صاحب سب کے سب یکے بعد دیگرے عین جوانی میں اللہ کے پیارے ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

رسول پور کا مدرسہ بند ہو گیا کچھ طلباء نے تعلیم ترک کر دی اور کچھ حضرت مولانا محمد حسن صاحب بجنوریؒ جو معصوم پور میں مقیم ہو گئے تھے اور اپنا مدرسہ قائم کیا تھا وہاں چلے گئے یہی وہ زمانہ ہے جب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دھام نگری حضرت مولانا محمد حسن صاحبؒ بجنوری کے مدرسے میں زیر تعلیم رہے، الغرض مشن جمعیۃ علماء کی صدائے حق دعوت و تبلیغ، رسول پور کا مدرسہ گجاباغیچہ کا اجلاس جمعیۃ علماء حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن صاحب اور انکے رفقا کی دین تھی جو حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن صاحبؒ کی رحلت فرمانے پر خاموش ہو گئی۔ ؎ ''آسماں راحق بود گر خون ببارد برزمیں''

اور پھر دور ثالث کے علماء کرام میں استاذی اور استاذ الکل حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ، حضرت مولانا سید سخاوت حسین صاحبؒ حضرت مولانا سید احمد النبی صاحبؒ استاذی اور استاذ الکل حضرت مولانا سید محمد اطہر صاحبؒ تشریف لائے۔ حضرت مولانا سید اطہر صاحبؒ نے تو زمام سیاست سنبھالا حضرت مولانا سید فضل الرحمٰنؒ کے بعد جمعیۃ علماء اڑیسہ کے صدر منتخب ہوئے۔ لیگ اور کانگریس کے الکشن میں کانگریس کی قیادت فرمائی کچھ دنوں موجودہ مرکز العلوم سونگڑہ میں عربی کا درس دیا یہ ناکارہ، مولانا منظور صاحب، مولانا ساجد صاحب مولانا ہاشم صاحب مرحوم نے استاذ محترم سے عربی پڑھی ہے۔ حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کی فراغت دارالعلوم دیوبند سے ۱۹۳۰ء کی ہے، آپ اولاً کالجٹ ہائی سکول کٹک میں سکنڈ مولوی کے عہدے پر فائز رہے انہیں دنوں حاجی قمر الدین اکبر خان گوڑا کھو والے، نے آپ سے اسکول میں پڑھا ہے۔ اور پھر پرومشن پاکر کوراپوٹ ہائی سکول میں ۱۴ سال تک ہیڈ مولوی کے پوسٹ

پر عظیم خدمات انجام دیتے رہے انہیں ایام میں سابق منسٹر جناب حبیب اللہ خان آپ کا شاگرد رہا ہے حضرت مولانا اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ میرا کورا پوٹ کا چودہ سال اور کالجسٹ کے سیکنڈ مولوی کے ایام ''ایام فترت'' ہیں ۔حضرت مولانا سید احمد النبیؒ صاحب سندوریامین قیام پذیر ہو کر نیا گڈہ ہائی سکول میں تعلیمی فرائض انجام دیے اور حضرت مولانا سید سخاوت حسین صاحبؒ مقام فخر ہے کہ آپ کو حکیم الامت حضرت مولانا الحاج الشاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ' نے تمغہ خلافت سے نوازا۔ آپ لوائے رشد و ھدایت لئے ضلع بالیسر اور شہر کٹک میں امت کی عجیب وغریب اصلاح فرمائی آج جو حضرات کٹک و بالیسر میں دیوبندی مکتب فکر کے نظر آتے ہیں وہ انہیں حضرت مولاناؒ کی جہد مسلسل کا ثمرہ ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اڑیسہ میں علماء کا فقدان تھا، تھوڑی بہت معلومات سونگڑہ کے لوگوں میں تھی سونگڑہ میں سادات کے چار بزرگ مقیم ہوئے، سید شاہ شان القادریؒ، سید محمد ہاشمؒ، سید محی الدینؒ اور سید مشہود علیؒ رحمہم اللہ، ہر ایک کی اولاد سونگڑہ میں پھلی پھولی ۔ ۱۸۸۲ء میں دو سادات بچے سید عبدالرحیم و سید امین اللہ علم دین سیکھنے شہر حیدرآباد جو ان دنوں ہندوستان کا علمی مرکز سمجھا جاتا تھا، گئے، سید عبدالرحیم کفر وزندقہ کا عالم بنکر ۱۹۰۰ء میں سونگڑہ پہنچا۔ مولوی عبدالرحیم کی علمی لیاقت اچھی تھی مگر کسی مردود قادیانی کے نرغے میں پھنس گیا، ابھی مرزا غلام احمد قادیانی دعوی مہدودیت تک ہی پہنچا تھا بقول شاعر ''غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی'' ابھی دعوہائے مسیحیت، نبوت، والوہیت کو اپنی پٹاری سے نہیں نکالا تھا مولوی عبدالرحیم مرزا کا حیدرآباد ہی میں مرید ہو

گیا اور جب وطن پہنچا تو عبدالرحیم کے خاندان والوں کو فخر ہوا کہ ہمارے خاندان کا بچہ پہلا عالم بنکر سونگڑہ آیا، ساتھ ہی ظہور مہدی، جسکا عامتاً امت کو انتظار رہا کرتا ہے اسکے ظہور کی خبر لایا، اسکے خاندان والے مولوی عبدالرحیم مرتد پر ایمان لے آے۔ ابھی عامتاً ''علماء ہند'' نے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا تھا کیونکہ اسوقت تک مرزا قادیانی بظاہر اہل سنت والجماعۃ کے اجماعی عقائد کا منکر نہ تھا اور جب اپنی پٹاری سے بھانت بھانت کے دعوے نکالتے نکالتے نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ تب ''علماء حقہ ہند'' نے کفر کا فتویٰ دیا، مگر مولوی عبدالرحیم اپنے خاندان سمیت پہلے ہی سے مرتدین کا سردار بن چکا تھا۔ تعصب لئے، کفر و زندقہ کے جال مین پھنستا گیا۔ آج بھی سونگڑہ میں اکثر قادیانی اسی عبدالرحیم کے خاندان اور اسکے رشتہ داروں کے ہیں۔ جب قادیانیوں نے سرزمین اڑیسہ کے مرکزی مقام سونگڑہ پر اپنا قدم ٹکتا ہوا دیکھا تو پھر قصبہ سونگڑہ کو ''اڑیسہ قادیانیت'' کا مرکز بنانا طے کر لیا۔ کیونکہ سونگڑہ ہی پورے صوبے کی قیادت کرتا ہے اگر سونگڑہ والوں نے قادیانیت کو قبول کر لیا تو پھر پورے اڑیسہ میں قادیانیت کی جے، جے، یقینی ہے۔

آئے دن قادیانی مولوی سونگڑہ کی سرزمین میں دندناتے، سنسناتے، ہنہناتے، نظر آنے لگے اور ادھر سونگڑہ میں کوئی باقاعدہ جید عالم نہ تھا، بعض بھولے بھالے مسلمان پنجاب کے قادیانی مولویوں کا کرّ و فر دیکھ کر مسلمانوں ہی کا ایک طبقہ سمجھ کر قادیانیت قبول کرتے گئے۔ اس زمانے میں مولوی سید عطاءاللہ مرحوم اور سید عبدالرؤف مرحوم کے والد مولوی سید انعام رسول مرحوم نے طاقت بھر قادیانیوں کا مقابلہ کیا، مگر چونکہ قادیانی

وجل سے چنداں واقف نہ تھے مقابلہ آسان نہ تھا۔ اسلئے عمائدین سونگڑہ نے اپنا رابطہ مظاہر علوم سہارن پور سے جوڑا۔ حضرت مولانا سید احمد النبی صاحبؒ کے مشورہ سے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور استاذ نا المکرّم حضرت العلام مولانا الحاج الشاہ امیر احمد صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ' استاذ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور سے رابطہ کر کے سونگڑہ تشریف لانیکی درخواست کی گئی اور پھر ۱۹۴۲ء میں (دھواں ساھی) دیوان شاہی میں قادیانیوں سے ایک زبردست مناظرہ ہوا، جو انتہائی نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ قادیانی منہ چھپانے لگے، مسلمانون نے قادیانیوں سے ترک موالات کا عہد کیا مناظرہ اور ترک موالات کا زبردست فائدہ یہ ہوا کہ اب تک عام مسلمان قادیانیوں کو مسلمانوں ہی کا ایک طبقہ سمجھتے تھے اور اب قادیانیوں کو مرتد، بے دین، گمراہ سمجھنے لگے۔ قادیانیوں سے عام نفرت پیدا ہوگئی، اور ترک موالات کا عہد مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ جب قادیانی اپنی اسکیم میں مکمل طور پر ناکام ہو گئے قادیانیت کی بہتی ہوئی سیل بیک بار رک گئی، دین دار طبقہ قادیانیت سے تائب ہونے لگا، سونگڑہ کی سرزمین قادیانیوں کے لئے تنگ ہوگئی۔ تو پھر قادیانیوں نے اپنا رخ ضلع پوری کی طرف پھیرا، ضلع پوری کے مسلمان کی مادری زبان اڑیہ ہے اور مذہبی معلومات سے چنداں واقف کار نہ تھے قادیانیوں کو اپنی شاطرانہ چال سے کامیابی کی امید پیدا ہوئی اور ضلع پوری کے مسلمانوں کو للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھا، اور بڑی تیزی نے حملہ ارتداد کر بیٹھے اور دیکھتے، دیکھتے ایک بڑی جماعت کو پھانس لیا۔ جب حضرت مولانا سید احمد النبی صاحبؒ کا تقرر ضلع پوری کے نیا گڑہ ہائی سکول میں ہوا، مولانا مرحوم کو ردّ قادیانیت میں ید طولیٰ حاصل تھا، قادیانی کتابوں کے

حوالجات از بر تھے۔حق تعالیٰ شانہ‘ مولانا مرحوم کی قبر کو نور سے بھر دے۔آمین۔

اصلاً ردّ قادیانیت کے مناظروں میں حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب دامت برکاتہم کی حیثیت بندوق زبان کی ہوتی اور حضرت مولانا سید احمد النبیؒ کی حیثیت کارتوس قلب کی ہوتی تھی۔مولانا موصوف نے سیل قادیانیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ضلع پوری میں پھیلتی ہوئی قادیانیت رک گئی۔مولانا مرحوم عزم وہمت کے پہاڑ تھے مولانا مرحوم کی سعئ پیہم سے قادیانیوں کو زبردست دھچکا پہنچا اور ضلع پوری سے بھی مایوس ہونے لگے۔

۱۹۴۲ء کے مناظرے کے بعد عام طور پر مسلمان قادیانیت اور قادیانیوں سے نفرت کرنے لگے،سونگڑہ میں جولوگ مرتد ہوگئے تھے وہ سادات میں سے تھے،اور سادات کا قبرستان مشترکہ تھا مسلمانوں نے قادیانیوں کے مرتد ہونیکی بناء مشترکہ قبرستان میں دفن ہونے سے روکا،اکثر جگہ کامیابی حاصل ہوئی مگر محلہّ کسنی میں قادیانی مرتدین کی تعداد مسلمان مومینین کے مقابلے میں زیادہ تھی اسلئے وہاں قادیانی نہ رکے، اور مشترکہ قبرستان میں اپنے مردوں کو گاڑتے رہے۔ادھر عام مسلمانوں میں قادیانیوں کے خلاف غم وغصہ پورے عروج پر تھا،نفرت کی لہر دوڑ رہی تھی۔ہوا یہ کہ ایک مرتبہ مسلمانوں نے ایک قادیانی لاش کو راتوں رات قبرستان سے نکال کر مردہ کے مکان کے سامنے پھینک دیا،صبح قادیانیوں نے پولس اور قانون کا سہارا لیا جسمیں بہت سارے مسلمان گرفتار ہوئے مقدمہ بازی ہوئی ظاہر ہے مقدمہ کی پیروی ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں،عام طور پر غریب مسلمان گرفتار ہوئے اور مسلمان کچھ سراسیمہ رہے،موقع

کو غنیمت سمجھ کر قادیانیوں نے پنجاب سے ایک بہت بڑے مناظر مولوی عبدالغفور کو بلا کر قادیانیت کا کھلے عام پرچار شروع کر دیا، اور مولوی عبدالغفور نے آتے ہی مناظرہ کا چیلنج کر دیا عمائدین سونگڑہ نے حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب کو کوراپوٹ سے حضرت مولانا احمد النبیؒ کو نیا گڑہ سے بلایا اور حضرت مولانا محمد حسن بجنوری کو دعوت صدارت دی گئی۔ موصوف کی صدارت میں مناظرہ طے پایا۔ حضرت مولانا محمد حسن بجنوریؒ زبردست جہاں دیدہ مناظر، مظاہر علوم سہارنپور کے جلیل القدر فاضل شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ کے ساتھیوں اور تھانوی خانقاہ میں قائم مدرسہ کے استاذوں میں سے تھے۔ مناظرہ قاضی ہاٹ کے برگچ کے نیچے منعقد ہوا۔ مناظرہ کی ابتدا ہی میں مولوی عبدالغفور کی ناشائستہ زبان درازی کیوجہ سے مار پیٹ شروع ہو گیا۔ مناظرہ درہم برہم ہو گیا۔ بھگدڑ مچی، فریقین زخمی ہوئے اور مزید مقدمہ بازی شروع ہو گئی۔ یہ ۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے۔ ان حالات کی بنا پر عمائدین سونگڑہ نے ایک میٹنگ بلائی اور متفقہ طور پر انجمن تبلیغ اسلام اڑیسہ سونگڑہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ انجمن کے پہلے صدر میرے ماموں مرحوم سید اطہر الحق صاحب اور سکریٹری ان کے چھوٹے بھائی مرحوم الحاج سید نصیر احمد صاحب یہ دونوں میرے ننہال شکر پور کے باشندہ ہیں اور خانہ دامادی میں محلہ کوٹ (سونگڑہ) میں مقیم تھے۔ اور خازن مرحوم قاضی علی احمد صاحب دریاپوری (بابو جان میاں) منتخب ہوئے۔ اور سونگڑہ کے ہر محلہ سے اراکین چنے گئے جس میں میرے والد مرحوم سید عبدالباسط اور میرے چچا مرحوم سید عبدالواسع بھی تھے۔ اور پھر مستقبل قریب میں میرے والد اور چچا مرحوم میں انجمن کے صدر و سکریٹری بھی منتخب

ہوئے ہیں۔

انجمن کے قیام کا مقصد عظیم غرض و غایت قادیانیت کی جڑ پیڑ کو سر زمین اڑیسہ سے اکھیڑ پھیکنا قرار پایا۔ اس لئے طے پایا کہ انجمن میں ایسے مبلغ رکھے جائیں جن کو رد قادیانیت میں ید طولیٰ حاصل ہو۔ اڑیسہ میں ایسی ذات انہیں دو عالم حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا سید احمد النبی صاحبؒ کی تھی، ہر یہ دو حضرات سے درخواست کی گئی کہ آپ حضرات اپنی اپنی ملازمت ترک کر کے انجمن تبلیغ اسلام اڑیسہ کی جانب سے دعوت و تبلیغ کا کام انجام دیں ہم آپ کی مالی معاونت کرینگے۔ حضرت مولانا سید احمد النبی صاحب نے عذر پیش کیا کہ اس علاقے میں قادیانی دجل چھپ چھپا کر نقب زنی کر رہا ہے میرے یہاں سے چلے جانے کے بعد میدان خالی پا کر پھر قادیانی کھلے عام دھاوا بول دینگے، میرا جانا مناسب نہیں، البتہ کوراپوٹ ضلع میں مسلمان کم ہیں اور ابھی قادیانی وہاں پہنچے نہیں ہیں، اسلئے یہ خدمت مولانا سید محمد اسمٰعیل سے لی جائے چنانچہ مناظر اسلام، استادکل حضرت مولانا سید احمد اسمٰعیل صاحب کو دوبارہ دعوت دی گئی حضرت مولانا نے قبول فرمالیا، اور کوراپوٹ ہائی اسکول سے اولاً ایک سال کی رخصت لے کر انجمن میں بحیثیت مبلغ اول جوئن کیا، مولانا مدظلہُ کا کوراپوٹ میں چالیس روپے تنخواہ تھی مگر حضرت مولانا کے علم و فضل کی بنا پر ذمہ داران انجمن نے ماہانہ ساٹھ روپیے تنخواہ دینا طے کی اور پھر مولانا مدظلہ، پیدل، سوار تکالیف جھیل کر پورے اڑیسہ کا گشت لگایا اور انجمن تبلیغ اسلام اڑیسہ سونگڑہ کے پیغام کو عام فرمایا انجمن کی صدا پورے صوبے میں گونجنے لگی

قادیانیت کا بڑھتا ہوا سیلاب تھمنے لگا، اور چونکہ پورے صوبے میں ایک بھی آزاد مدرسہ نہ تھا یہی وجہ تھی کہ اڑیسہ میں علماء کمیاب تھے انجمن تبلیغ اسلام اڑیسہ نے فیصلہ کیا کہ صدر مقام سونگڑہ میں ایک آزاد مدرسہ قائم کیا جائے اور فوری طور پر قاضی ہاٹ کے مرحوم سید عبداللہ میاں کے مکان پر جو اس وقت خالی پڑا ہوا تھا مدرسے کا افتتاح کر دیا گیا اور مرحوم سید عبد اللہ میاں گو ہالی پوری کو مدرس مقرر کیا گیا۔ حسن اتفاق سے مکان مدرسہ عبداللہ میاں کا استاذ عبداللہ میاں ، اور پڑھنے والوں میں مولانا منظور احمد، مولانا سراج الساجدین، یہ نا کارا عبدالحفیظ، مولانا عبدالمطین، مولانا حکیم عبدالاسلام، مولانا عبد الرحیم، بھائی عسکری، بھائی منصور، بھائی ٹکن وغیرہ ہیں۔ جب عارضی طور پر مرحوم عبد اللہ میاں کے مکان پر مدرسہ جاری ہوا تو اراکین انجمن، کو فکر ہوئی کہ مدرسہ کے لئے کوئی قطعہ اراضی حاصل کیا جائے۔ جس پر مدرسہ کی اپنی عمارت ہو، چنانچہ ذمہ داران انجمن نے موجودہ مرکز العلوم والی زمین پسند کی ، جو مرحوم قاضی سید علی احمد کی پھوپی مرحومہ زیب بی بی کی تھی، زیب بی بی رئیس کبیر جے پور ماموں مرحوم شریعت اللہ میاں کی اہلیہ تھیں اور لا ولد تھیں انکے وارث مرحوم قاضی صاحب بھتیجے ہونے کے حیثیت سے تھے قاضی صاحب مرحوم کو پسند نہ تھا کہ زیب بی بی زمین وقف کریں اراکین انجمن صدر و سیکریٹری نے میرے والد منشی سید عبد الباسط صاحب مرحوم کو ماموں شریعت اللہ میاں مرحوم سے، قرابت داری کی بنا تیار کیا کہ آپ زیب بی بی کو زمین وقف کرنیکے لئے آمادہ کر سکتے ہیں، میرے والد مرحوم قاضی صاحب سے چھپ چھپا کر رات کو بیل گاڑی میں جے پور تشریف لے گئے اور زیب بی بی اور مرحوم ماموں شریعت اللہ میاں کے

سامنے ضرورت بیان کی (اللہ غریق رحمت کرے ہر دو زن شوہر) زمین وقف کرنے پر آمادگی ظاہر فرمائی، اور (وقف کردہ) زمین بنام انجمن تبلیغ اسلام اڑیسہ سونگڑہ رجسٹرڈ ہوگئی۔ ایک عرصہ تک زمین خالی پڑی رہی، انجمن میں اس وقت اتنی سکت نہ تھی کہ حسب خواہ مدرسہ کی عمارت تیار کر سکے، اسی اثنا میں رسول پور کے مرحوم لتو میں جنکا بیڑی کا کار بار تھا انجمن میں درخواست پیش کی کہ مجھے اس زمین میں بیڑی کمپنی قائم کرنے کی اجازت دی جائے میں کرایہ دیا کروں گا انجمن والوں نے سوچا چلو اچھا ہے انجمن کی آمدنی ہوگی، اجازت دیدی اور لتو میاں نے ایک بانس اور گارے کی دیوار والا مکان تیار کرلیا ادھر لوگوں میں چرچا ہوا کہ زمین لی گئی تھی مدرسہ بنانے کے لئے بنائی جارہی ہے بیڑی کمپنی، بات واقعی مناسب نہیں سمجھی گئی، اسلئے لتو میاں نے جو مکان تیار کیا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ مبلغ پچھتر روپے انہیں دیدیے گئے اور مرحوم عبد اللہ میاں کے مکان سے مدرسہ اسی مکان میں منتقل کر دیا گیا۔ دن بہ دن طلباء بڑھنے لگے تو کثرت طلباء کی وجہ مرحوم ماسٹر سید افتخار حسین عرف امی ماسٹر کو ابتدائی درجوں کے لئے اور درجہ فارسی کے لئے جناب صدر محترم کے ماموں مولوی سید عبد القدس صاحب کو جو ان دنوں میاں جی ٹریننگ اسکول سے رٹائیڈ ہو کر پچھمبر مائیز اسکول کے استاد تھے جنھیں فارسی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ سونگڑہ میں حضرت استاذ الکل مدظلہ کے بعد موصوف کا کوئی ہم پلہ نہ تھا تو بجا ہوگا۔ فارسی مدرس کی حیثیت سے تقرر کیا گیا۔ مولوی سید عبد القدوس مرحوم نے کچھ ایسے اچھوتے انداز میں تعلیم دینی شروع کی، کہ تھوڑے ہی دنوں میں ہماری جماعت فارسی زبان میں گفتگو کرنے کے علاوہ خط و کتابت کرنے پر بھی قادر ہوگئی۔ مجھے

یاد ہے (صدر مجلس جناب کو یاد ہے یا نہیں؟) ایک مرتبہ چند افغانی نو جوان مور کے پروں کے حسین پنکھے بیچنے کے لئے قاضی ہاٹ میں پڑاوَ ڈالا۔ ہمیں جب معلوم ہوا کہ وہ لوگ فارسی میں بات کرتے ہیں تو جناب صدر مجلس، مولانا ساجد اور میں ہم تینوں فارسی میں بات کرنے کے شوق میں ان فارسی داں نوجوانوں کے پاس گئے اور دیر تک فارسی میں باتیں کرتے رہے اوران کی تجارت میں ترجمانی کا کام بھی کیا۔ نوجوانوں نے ہمیں قدر کی نگاہ سے دیکھا سا تھ ہی سونگڑہ کے عمائدین وارا کین جنھوں نے ہمارے ترجمانی اور فارسی دانی کا مشاہدہ کیا ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ دیکھو ہمارے مدرسہ کے بچے اس لائق ہو گئے کہ اہل زباں کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ وتکلف بے دھڑک فارسی میں بات کر لیتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہمارے بچوں کو عربی تعلیم دلانے کا نظم کریں جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ''انجمن تبلیغ اسلام اڑیسہ سونگڑہ'' میں حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل مدظلہ کا تقرر بحیثیت مبلغ اول ہوا تھا تو کچھ دنوں بعد مبلغ دوم کے حیثت سے حضرت مولانا شاہ عبدالغفار صاحبؒ منی ناتھ پوری دھرمسالہ کا تقرر ہوا۔ مولانا مرحوم نہایت نیک طبع، پاک باز، متقی صالح بزرگ تھے۔ حق تعالیٰ شانہ آپ کی قبر کو نور سے بھر دے، آمین۔ مولانا مرحوم کی تقریر نہایت سیدھی سادی ہوتی۔ مبلغ کا کام جہاں وعظ و نصیحت کا ہوتا وہیں وعظ و تبلیغ کے بعد انجمن کا چندہ کرنا بھی ہوا کرتا تھا۔ چونکہ مولانا مرحوم کا تقریر کے بعد چندہ کچھ زیادہ نہ ہوتا تھا، ادھر مدرسہ میں عربی مدرس کی ضرورت تھی اراکین انجمن نے مولانا مرحوم کو شعبہ تبلیغ سے شعبہ تعلیم کو منتقل کر دیا مولانا مرحوم مدرسہ میں عربی کے استاد مقرر ہو گئے۔ ہماری جماعت کے ساتھی کم ہوتے ہوتے چار نفر رہ گئے۔ مولانا منظور، مولانا ساجد

،مرحوم مولانا ہاشم صاحب اور یہ ناکارہ عبدالحفیظ ہم چاروں نے عربی شروع کردی، میزان، باکورۃ الادب عربی زبان کی بول چال وغیرہ مولانا مرحوم سے پڑھنا شروع کیا۔ الغرض ہم چاروں کے پہلے عربی استاد حضرت مولانا شاہ عبدالغفار صاحب ؒ ہیں۔ استادنا المکرّم کا قیام وطعام انجمن کے سکریٹری میرے ماموں جو پروفیسر مولانا کفیل احمد قاسمی کے نانا ہیں مرحوم الحاج سید نصیر احمد کے مکان محلّہ کود میں تھا۔ اور ہماری جماعت کی تعلیم خارج اوقات مدرسہ میں اکثر کود میں ہوتی۔ حسن اتفاق سے حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب ایک مرتبہ ہماری جماعت کو مولانا مرحوم استاد کے پاس پڑھتے ہوئے دیکھا اور پوچھا کیا پڑھتے ہو؟ ہم لوگوں نے اپنی کتابوں کا نام لیا، حضرت مولانا نے پوچھا میزان کے کیا معنیٰ ہیں؟ سوئے اتفاق ہم مین سے کسی کے ذہن میں جواب بن نہ پڑا مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت الاستادؒ نے ہاتھ کے اشارہ سے ترازو بتایا اور ہم سب بیک زبان چلا اٹھے ''ڈنڈی'' حضرت مولانا ہنس پڑے، بہت خوش ہوئے دعائیں دیں اور رخصت ہو گئے۔

حضرت مولانا مدظلہ جب انجمن میں مبلغ اول کے عہدے پر فایز تھے تو باشندگان سونگڑہ کی خواہش پر انجمن نے طے کیا کہ مولانا مدظلہ ۲۰ دن تبلیغی اسفار کریں اور ۱۰ دن درس قرآن پاک دیا کریں، وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جب حضرت مدظلہ کا لاجواب درس قرآن پاک بعد نماز مغرب قاضی ہاٹ کے بر کے پیڑ کے نیچے شروع ہوتا تو بھونریا سے لے کر سملپاڑہ اور رام کرشنپور سے لیکر بستی پور تک کے سامعین لالٹن اور لاٹھی لئے کثیر تعداد میں عیدگاہ میں جمع ہوتے نماز مغرب عیدگاہ میں ادا کی جاتی اور

بعد نماز مغرب متصلاً حضرت والا کا بیمثال درس قرآن پاک شروع ہو جاتا۔ جو عشاء تک
جاری رہتا اور پھر عشاء کی نماز عیدگاہ میں ادا کی جاتی اور لوگ لالٹن اور ڈنڈے سنبھالے
گھروں کو رخصت ہوتے۔ ادھر جب حضرت مولانا نے ہمارے تعلیم کا جائزہ لیا تو انجمن
میں درخواست دے دی کہ جو دس دن درس قرآن پاک کے لئے صدر مقام میں رہتا ہوں
ان ایام میں مدرسہ میں تعلیم بھی دیا کرونگا۔ درخواست منظور کرلی گئی اور حضرت مولانا
ہمیں مدرسہ میں پڑھانے لگے۔ حضرت والا کا طرز تعلیم کچھ نرالا ہی ہے۔ ہمیں زبردست
فائدہ ہوا اور پھر بتدریج حضرت مولانا مدرسہ ہی کے ہو رہے۔ یہ ۱۹۵۰ء کا واقعہ ہے۔
اب مدرسہ میں مدرسین کی تعداد ۴ کو پہنچ گئی۔ مدرسہ کے اخراجات بڑھنے لگے بیرونی طلبا
کی آمد غیر معمولی طور پر بڑھنے لگی۔ بیرونی طلبا کی جاگیریں مقرر ہوئیں کچھ دنوں بعد
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل پٹنوی ؒ کو مدرس رکھا گیا۔ الغرض آئے دن مدرسہ کا خرچ بڑھتا رہا
مدرسے کے اخراجات انجمن ہی برداشت کرتی تھی۔ اراکین انجمن نے کہا مدرسہ کا بڑھتا
ہوا خرچ برداشت کرنا دشوار ہو رہا ہے اس لئے مدرسہ کی آمدنی مستقل ہونی
چاہیئے۔ مناسب ہوگا کہ مدرسہ کے نام سے رسیدیں طبع کرائی جائیں اس پر عمل اسطور پر
طے پایا کہ اکاؤنٹ دو قسم کے ہوں۔ ایک مدرسہ کا دوسرا انجمن کا۔ فیصلہ کیا گیا کہ مدرسہ
انجمن کے ماتحت ہی رہیگا اور اس کے انچارج حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب ہوں
گے۔ مدرسہ کی آمدنی کا ایک چوتھائی انجمن کے اکاؤنٹ میں اور انجمن کی آمدنی کے تین
حصے مدرسہ کے اکاؤنٹ میں داخل ہوں گے۔ اس طرح انجمن ہر ایک کی آمدنی میں ایک
چوتھائی اور مدرسہ ہر ایک کے آمدنی کا تین چوتھائی کا مالک ہوگا۔ غرض یہی نظام ۱۹۶۳ء

تک جاری رہا اور پھر نہ جانے کیا ہوا؟ کس طرح؟ کیوں؟ بانیاں انجمن جس کے سرخیل مرحوم الحاج سید نصیر احمدؒ تھے کبیدہ خاطر ہو کر خاموش ہو گئے اور مدرسہ انجمن سے بے نیاز، مستقل فرد واحد حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل کے قبضے میں چلا گیا۔

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند

ادھر ۱۹۵۷ء جب حضرت مولانا الحاج السید منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ' بحیثیت امیر شریعت رابع امارت شرعیہ بہار اڑیسہ منتخب ہوئے جو حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل مدظلہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ تو حضرت مولانا مدظلہ کو رکن شوریٰ امارت شرعیہ ہونیکا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا مدظلہ نے امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کو دعوت دی اور قاضی ہاٹ کی عیدگاہ میں امارت شرعیہ بہار اڑیسہ کا ایک زبردست جلسہ منعقد کر کے حضرت امیر کے دست مبارک پر ہر خاص و عام سے ''بیعت امارت شرعیہ بہار اڑیسہ'' پر لی گئی۔ اور اعلان کیا گیا کہ آئندہ انجمن تبلیغ اسلام اڑیسہ سونگڑہ کی خدمات امارت شرعیہ انجام دیا کرے گی۔

انجمن کی ذمہ داری امارات شرعیہ بہار اڑیسہ کو سونپ دی گئی۔ غرض کہ انجمن تبلیغ اسلام اڑیسہ سونگڑہ جس کے طفیل اڑیسہ میں طاعون کی طرح پھیلتی ہوئی قادیانیت کو روکا گیا تھا اور جو اڑیسہ میں پہلا دینی آزاد مدرسہ مرکز العلوم کا بانی تھا اس کے نام کو صفحہ ہستی سے بتدریج مٹا دیا گیا اور اسے زیر زمیں دفن کر دیا گیا۔

؎ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔

الغرض صوبہ اڑیسہ میں مسلمانوں کو قادیانی ارتداد سے بچانے کے لئے قصبہ سونگڑہ ہی کو شرف حاصل ہے کہ۔ بروقت عمائدین سونگڑہ نے اولاً انجمن تبلغ اسلام اڑیسہ سونگڑہ کی بنیاد ڈالی۔ ممتاز مبلغین کرام حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب، حضرت مولانا شاہ عبدالغفارؒ صاحب حضرت مولانا مہدی حسنؒ وغیر جیسے علماء کرام کے ذریعہ قادیانی فتنہ کو کیفر و کردار تک پہنچایا اور پھر اسی انجمن کی بطن سے اڑیسہ میں پہلا دینی آزاد مدرسے نے جنم لیا جس کے فیوض و برکات لئے صوبے کے چپے چپے میں بے شمار دینی آزاد مدارس وجود میں آئے۔ آپ کا یہ مدرسہ جامعہ رشیدیہ ریاض العلوم بھی اسی مرحوم انجمن کے فیوض سے مستفیض اور اسی مدرسے کے نور سے مستنیر ہے۔ اڑیسہ کے جس خطے میں آپ جائیں گے آپ کو وہاں کی دینی خدمات کا سرا اسی انجمن و مدرسے کے ساتھ ملا ہوا پائیں گے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اڑالی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے ملکر لوٹ لی طرز فغاں میری

مگر افسوس آج ہمارے اسلاف کی بے لوث خدمات اسکے ثمرات صوبہ بھر کی قیادت جو بلند بالا روشن مینار بنکر آسماں کو چھو رہی تھی جسکی بلندی قوس وقزح سے باتیں کر تی تھیں جسکی بنیاد نہایت مضبوط مستحکم اور پائدار تھی نہ جانے کیا ہوا؟ آج وہ مینار لرزتی، کانپتی، لڑھکتی نظر آرہی ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پہلے دوادوار میں اڑیسہ کے جس شہر گاؤں اور قصبوں میں جایئے گا امام، معلم، قاضی غرض دین کی ہر نوعیت کے خدمات

انجام دہی اسی قصبہ کے آخوند جی میانجی کیا کرتے تھے، اور آج پھر انہیں مقامات میں پہنچ کر پوچھیئے آپ کے امام کہاں کا پڑھا ہوا ہے؟ آپ کے بچے حفظ کلام پاک کہاں کرتے ہیں؟ مولوی کہاں پڑھتے ہیں؟ آپ کی پیری مریدی کا سلسلہ کہاں سے ہے؟ آپ تزکیہ نفس کے لئے کہاں اور کس سے اصلاح لیتے ہیں؟ تو آپ کو ہر ایک کے جواب میں کیندرہ پاڑہ، بنجھار پور، بھوبنیشور، جدوپور، التی، راور کیلا ملیگا۔ بھولے سے کوئی سونگڑہ کا نام لے لےتو لے اس کا احسان ہوگا۔ آخر کیا وجہ ہے؟، میں سونگڑہ والوں سے پوچھتا ہوں خود کو بھی یہی سوال کرتا ہوں اور اپنے آپ کو شرمندہ پاتا ہوں، مجھے کسی کی توہین مقصود نہیں۔

آیئے ہم سب مل کر اس سوال کا جواب اور اس کے اسباب وعلل تلاش کریں، ڈھونڈیں؟ کہاں؟ کسی منسٹری میں؟ الکشنی پارٹی کے مینی فیسٹو میں؟ نہیں ہر گز نہیں، بلکہ ہم اپنی بیماری کے اسباب اور اس کا اعلاج قرآن پاک اور حدیث رسول اللہ ﷺ میں تلاش کریں گے۔ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں گے اپنی قوم کے عروج وزوال کا گہرائی و گیرائی کے ساتھ جائزہ لیں گے تو پھر یقیناً ہمیں ہماری بیماری کے اسباب اور اس کے علاج کا سراغ مل ہی جائیگا۔ ارشاد ربانی واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم الایہ ۔۔ مسلمانو! اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی فرمابرداری کرو، آپس میں نہ جھگڑو، نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ حدیث میں فرمایا گیا 'واذا تسابت امتی سقطت من عین اللہ' ہم نے قرآن عظیم پر عمل چھوڑا جھگڑہ کر بیٹھے اپنے مقدمات اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی

عدالت میں لے جانے کے بجائے پولس تھانہ پہنچے ہم نے گالی گلوج مار پیٹ کو اپنا شعار بنایا۔ مسلمان کو کافر اور لعنتی کہا، ہم نے مسلمانوں پر کفر وضلالت کے کیچڑ اچھالے نتیجہ سامنے آیا ہم اللہ کی نظر کرم سے محروم ہو گئے ہماری دنیا و آخرت کی نعمت معدوم ہو گئی۔ ہم نے اپنی نعمتوں کی ناقدری کی ذلیل وخوار ہوئے اور ہماری آپس کی جنگ و جدال نے رہی سہی ساکھ کو خاک میں ملا دیا۔ ہمیں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی "لا تقاطعو ولا تدابروا ولا تباغضو ولا تحاسد و کونوا العباد اللہ اخوانا۔ اے میری امت آپس میں قطع تعلق نہ کرو۔ بخاری شریف کی روایت میں فرمایا گیا رشتہ ناتہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائیگا۔ لا یدخل الجنتہ قاطع او کما قال۔ ایک دوسرے کے درپے نہ ہو آپس میں بغض، کینہ، کپٹ نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، صلہ رحمی جو شعائر اسلام ہے ہم نے اسے قطع رحمی سے بدل دیا۔ حکم اور ہدایت تو یہ ملی تھی عربی عجمی، چینی، مصری، ترکی اور افغانی جو ہر اعتبار سے غیر ہیں کلمہ واحدہ کی بنیاد پر بھائی بھائی بن جائیں، اور بحمداللہ بن بھی گئے، کامیابی قدم چومنے لگی اور اب ہم اپنے سگے بھائیون کو ھدایت دینے لگے اگر تم نے اپنی تقریبات میں اپنے بھائی کو دعوت دی تو ہم شریک دعوت نہیں ہونگے اگر تم نے اپنے بھائی پر تہمت نہ باندھی اگر تم نے اپنے بھائی سے لڑائی نہ کی، اور بھائی کے مقابلے میں ہمارا ساتھ نہ دیا اور اپنے بھائی کو گالی گلوج مارِ پیٹ نہ کیا تو ہم تم کو اپنی پارٹی میں نہ رکھیں گے اور پھر دیکھ لینا تم تو جانتے ہی ہو، تھانہ ہمارے ہاتھ ہے منسٹروں سے لیکر چیف منسٹر تک سے ہماری دوستی قائم ہے۔

بزرگو! اُمت کا کام آپس میں جوڑ کا تھا اُلفت ومحبت رحمت ورافت کی تھی۔ہم نے اسے بغض وعداوت غیض وغضب سے بدل لیا ہم نے اپنے اوصاف حمیدہ کو اخلاق رذیلہ سے بدل لیا ہے ذاتی عناد لئے گالی گلوج کرنا ، کافرو مرتد کہنا، تہمت لگانا، ایذا پہنچانا لعنت بھیجنا، جناب رسول الثقلین ﷺ صحابہ کرام اور آپ ﷺ کے امتی کا کام نہیں ہے یہ تو مردود مرزا غلام احمد قادیانی کا کام ہے۔اس مردود نے تو کوئی ایسا الزام کوئی ایسی گالی کسی قسم کی لعنت جو دنیا میں پائی جاتی ہے علماء حق پر دھرنے میں کوتاہی نہ کی تو کیا مرزا کی گالیوں اور الزام تراشیوں سے ساری امت بری ہوگئی؟ گمراہ ہوگئی؟۔جب مرزا کی گالی امت کو برا نہ بنا سکی اور نہ ہی اسکی گالیاں خود مرزا کو سچا نبی کر پائیں ،تو ہم کسی مومن مسلمان کو برا کہنے سے خود کیسے راست باز ،نکوکار ثابت ہو جائیں گے۔اسی طرح مرزا غلام احمد کی سعی لاحاصل کہ اپنی کفر وضلالت والی ناپاک گٹھری کو علماء حقہ کے سر لاد کر خود اپنے کفر وضلالت پر پردہ نہ ڈال سکا تو پھر ہم کیوں اپنی معصیت وغلط روی کو اوروں کے سر لادنے کی ناکام کوشش کریں؟۔گالی گلوج کفر معصیت کا الزام کسی مومن مسلمان پر کیوں دھریں؟۔ماکان رسول اللہ ﷺ لعانا ولا سخابا۔

سامعین کرام یہی وہ بیماریاں ہیں جن کی وجہ ہماری دوسو سالہ قیادت جس کے آخری چشم وچراغ حضرت الاستاد حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب دامت برکاتہم ہیں بتدریج ہم سے کھسکتی جارہی ہے۔یہی کسک لئے ۱۹۸۰ء میں ایک شام حضرت الاستاد کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ ہماری مرکزیت بتدریج ہمارا ساتھ چھوڑ

رہی ہے میں اسکے اسباب وعلل اپنی خیال ناقص میں جو آئے پیش کرتا رہا، طویل گفتگو کے بعد، میں نے علاجاً عرض کیا کہ یہ بات تو محقق کہ سونگڑہ والوں نے جناب کی قیادت میں ایک بے مثال زبردست عظیم الشان مدرسہ تو جاری کردیا، مگر ہمارے علاقے کا تمیں سالہ نوجوان نماز، روزے، فرض وواجب سے ناواقف ہے قرآن پاک اس نے دیکھا ضرور ہے مگر تلاوت سے عاجز، ہوا یہ کہ ہم سونگڑہ والے مدرسہ بنانے میں کچھ ایسے مشغول ہوئے ہمارا انہماک کچھ اس طرح بڑھا کہ ہمارے گاؤں کا مکتبی نظام درہم برہم ہوگیا۔ مجائی میاں مرحوم دریاپور کی مسجد کے بنگلے میں نبائی میاں مرحوم گوہالی پور کے بنگلے میں، یعقوب میاں مرحوم رسول پور کی مسجد میں، امائی میاں مرحوم کسنبی کی مسجد میں الغرض ہر ایک مسجد اور گاؤں سے متعلق جو مکاتب چل رہے تھے اور محلّہ والے ان مدرسین کی خدمت کیا کرتے تھے وہ سب مدرسہ کی امداد میں یکسر بند ہوگئے اور محلّہ والوں کو خیال ہوا کہ جب ہمارے سونگڑہ میں اتنا بڑا مدرسہ ہوگا جو دیوبند کا ثانی ہوگا پھر ہمارے بچے وہیں پڑھ لینگے۔ جو بچوں کی صغرسنی کی وجہ سے عملی طور پر ممکن نہ ہو پایا۔ ہمارے بچے مکتبی تعلیم سے محروم ہوگئے، نہ انہیں نماز پڑھنی معلوم ہے اور نہ ہی تلاوت کلام اللہ پر قادر ہیں۔ حضرت مولانا مدظلہ نے ارشاد فرمایا تمہاری تشخیص صحیح ہے یہ کام ہونا چاہیئے۔ میں نے عرض کیا حضرت والا جناب کی سرپرستی میں یہ کام میں کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا مدظلہ نے منظور کرلیا اور پھر مولانا کی قائم کردہ تنظیم، ”تنظیم علماء اڑیسہ سونگڑہ“ کے تحت مکتبی خدمات انجام دیا جانے لگا ایک سال تک تین مکاتب، مستابند، دریاپور اور گوہالی پور میں اچھے انداز سے مقبولیت و معقولیت لئے جاری رہے ابتدا ہی میں 405 بچے اور بڑھتے بڑھتے 603 کی تعداد ہو

گئی، یہ مکاتب دو گھنٹہ صباحی ہوا کرتے تھے۔ 14 مدرسین کرام درس دیا کرتے تھے۔ جن میں میرے علاوہ مولانا یونس محی الدین پور مولانا یونس باری گول منشی سید عبد المطلب مولوی شرف الدین، منشی سید عبد الرافع، مولوی سید محمد مستقیم، منشی محمد عابد، منشی سید ٹیکی بابو مرحوم منشی سید عبد الرحیم، مولوی سید محبوب الٰہی منشی سید محمد واصف اور ہمارے مرحوم بھائی مولوی سید عبد الرؤف ان اساتذہ کرام کو سوائے منشی سید عبد المطلب ماہانہ چالیس روپیہ اور مولانا یونس باری گول کو ایک سو روپیہ دیے جاتے تھے اور ان تینوں مکاتب میں پڑھنے والے طلباء محلہ گوہالی پور، دریاپور، قاضی ہاٹ ، پھگول، کود، جگناتھ پور، برڈنڈا، چھوٹا لونگ، رامکاپور، دہ پاڑہ، رسول پور، وغیرہ غرض ۱۴ محلہ کے مسلمانوں میں قران پاک پڑھنے پڑھانے، نماز، روزہ سیکھنے سکھانے کا ایک حسین جذبہ بھڑک اٹھا۔ بچے انتہائی ذوق وشوق سے مکتب میں حاضر ہوتے ماحول میں تبدیلی آنے لگی، پہلے تو ماحول سے متاثر چھوٹے چھوٹے بچے جو سینیما کا گیت گایا کرتے تھے اب وہی بچوں نے اسکی جگہ حمد و نعت پڑھنے لگے، مکاتب کے فیوض وبرکات ہر خاص وعام پر ظاہر ہونے لگے، ایک مرتبہ مرحوم ماسٹر عبد الفتاح صاحب نے مجھسے کہا کہ مولانا میں آپکو ایک خوشخبری سنانے کیلئے آیا ہوں میں گنوساہی گیا ہوا تھا دیکھا کہ ایک چھوٹا ننھا بچہ کھجور کے درخت کو پکڑ کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو رہا ہے ساتھ ہی اسماء باری ھواللہ الذی پڑھتے جا رہا ہے۔ ہوتا یہ تھا کہ مکاتب کے نظام میں درس کے اختتام پر جہاں کلمہ سکھایا جاتا وہیں اسماء باری ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام، خداوند قدوس کے ننانوے نام بھی یاد کرائے جاتے تھے گونوساہی کا وہ بچہ معصومیت لئے اسماء

باری پڑھ رہاتھا۔ان مکاتب سے ماحول پر اثر یہ ہوا کہ معصوم بچے جو سینما کے ہال کا نقشہ اور اسکے گیت جو اسکے معصوم سینوں میں محفوظ ہو کر اسکی دنیا و عاقبت کو برباد کر رہے تھی۔ اب وہی بچہ اپنے سینے میں ذکر اللہ بسائے ،اللہ اور اسکے پاک رسول کا نام فضا میں بکھیرتا اور ون کی کانوں کو پاک کر رہا تھا عام مسلمانوں میں ان مکاتب سے محبت ہونے لگی اور اسکی امداد کو اٹھ کھڑے ہوئے پہلے ،صدقہ وخیرات سارے کا سارا مرکز العوم سونگڑہ ہی کو جایا کرتی تھیں ان ۴ محلوں میں تقسیم ہو کر ایک مختصر حصہ ان مکاتب کے امداد میں آنے لگا اور پھر۔۔۔۔کیا ہوا کچھ نہ پوچھئے کیا ہوا؟ کیوں ہوا؟ کس طرح ہوا؟ میں اس سلسلے کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا اسقدر ضرور عرض کرونگا کہ اس مکتبی نظام کو جو مکمل ایک سال تک جاری رہا مستان بند اور دریا پور مین ظلم وزیادتی غنڈہ گردی اور پولس کا امداد لے کر بند کر دیا گیا جو قران وسنت کی تعلیم و تعلم کا ٹمٹماتا ہوا دیا ہر دو جگہوں میں جلایا گیا تھا جسکی روشنی معصوم بچو نکے قلوب کو نور ایمانی سے روشن کر رہی تھیں جسکے فیوض و برکات ہر خاص و عام کو مشاہد تھے اس روشن دیا کو بجھا تو نہ پائے البتہ ہردوں جگہون سے ہانک دیا گیا افتان خیزاں ،گوہالی پور کے مکتب میں آپہنچا اساتذہ کے ساتھ بدسلوکی کیگئی اساتذہ گوہالی پور کی مسجد مین پناہ گزیں ہوئے اور پھر گوہالی پور کے مکتب کو قبضہ کر کے برباد کرنے کی مہم تیز سے تیز تر کر دیگئی ہر سو سازشی جال بچھائے گئے اور اس سے بھی کام نہ چلا تو خادمان مکاتب کو ضرب کاری سے نوزا گیا انکی جائداد کو نقصان پہنچایا گیا انکی املاک کو مال حلال قرار دیکر تالاب کی مچھلیوں سے شکم سیر ہوئے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

مگروہ تعلیم و تعلم کا دیا جو تین جگہوں میں جلایا گیا تھا اسے بجھا تو نہ پائے ارشاد خداوندی واللہ متم نورہ کے تحت آپس میں سب یکجا ہو کر ایک چمکتا ہوا ضیا جامعہ رشیدیہ کی شکل میں نمودار ہوا۔ جہاں آج آپ حضرات تشریف فرما ہیں اور جسکے فیوض و برکات از ہند تا سندھ رواں دواں ہیں جسکی تھوڑی سی تفصیل انشاء اللہ ابھی عرض کرونگا۔ معزز سامعین کرام! دارالعلوم دیوبند جو ایشیاء کا سب سے بڑا اسلامی درسگاہ ہے اور علمی اعتبار سے پوری دنیا کے لاکھوں کروڑوں کا مرجع وقبلہ بنا ہوا ہے آج سے ڈیڑھ سو سال قبل جسکا آغاز ایک انار کے درخت کے نیچے ہوا تھا پڑھانے والے ایک ملا محمود اور پڑھنے والے بھی ایک محمود الحسن شیخ الھند ہی تو تھے حق تعالےٰ شانہ اس ایک مدرس اور ایک طالبعلم کو ایسا نوازا کہ آج پورے عالم کا مرجع بن گیا، اور دور شاھی کے ان مدارس کو بھی یاد کریں جو دہلی، لکھنو، پانی پت، بدایون بریلی میں بام عروج پر تھے آج تو ان مدارس کا نام تک یاد نہیں رہا، مجھے عرض کرنے دیجیئے کیا ہم کو ہماری قیادت کی گارنٹی مل گئی ہے؟ کیا سونگڑہ والوں کو بھی حرمین شریفین کی طرح قران پاک نے ''بلد امین'' سے پکارا ہے؟ ''نعوذ باللہ منہ'' ہم کس دھوکے میں ہیں ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہماری اسلاف کی خدمت گذاری انکی کمائی، انکی نیکیاں، انکا تقدس، ہماری عزت اور وقار کا محافظ وامین ہے اور رہیگا؟ ہرگز ہرگز ہماری وقار کو ہماری قیادت کو کیسا ہی کوئی کیوں نہ ہو ہم سے چھین نہیں سکتا

میں پوچھتا ہون کیا یہی زعم یہی دعویٰ یہود ونصاریٰ کو نہیں تھا؟ جو انکی دنیا و اخرت کو لے ڈوبا، یہود و نصاریٰ نے بھی تو یہی کہا کرتے تھے ہمارا خاندان نبیوں والا خاندان ہے ھم اللہ کے دوست اور اولاد ہیں وہ کونسا فولادی بشر ہوگا جو ہم سے ہماری دنیا و اخرت کی نعمت کو چھین لیگا؟ ارشاد ربانی ہے اعوذ باللہ" وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباءہ الآیہ" ۔ہم نے بزعم خود طے کرلیا ہے کہ ھم جسے چاہیں عزت دیں اور جسے چاہیں قعر مذلت مین دھکیل دیں اور پھر اسکی تکمیل کے لئے پولس تھانہ سے لیکر منسٹری تک کی دوڑ لگا دیتے ہیں اور ارشاد خداوندی سے غافل ، اعوذ باللہ" وان یردك بخیر فلا راد لفضله" رب ذوالجلال جسے چاہیں خیر سے ہمکنار کردیں ، ہم لاکھ کوشش کریں کہ اپنے مخالف کو زچ کردیں اپنے مخالف کو ذلیل کردیں اسکا نام ونشان تک مٹا دیں اور پھر حق تعالیٰ شانہ اسپر فضل کرنا چاہیں اسپر اپنے انعامات کی بارش برسائیں تو بھلا کسکا مجال؟ کہ فضل خداوندی کو روک دے؟

دل ظالم بسوئے کشتن ما

دل مظلوم ما بسوئے خدا

او دریں فکر تا بما چہ کند

ما دریں فکر تا خدا چہ کند

ہم نے دوستوں کو دشمن سمجھا اور ان سے الجھ گئے ہماری عمدہ اور تعمیری صلاحیت تخریب کاری میں صرف ہونے لگی اور پھر ہماری خانہ جنگی سے ادیان باطلہ کو نفع پہنچا۔

بزرگان محترم! دین کا کام چاہے جمعیۃ کی جانب سے ہو چاہے امارت کی

جانب سے ہو، چاہے جماعت کی جانب سے ہو کسی بھی جماعت ''حامل عقائد علماء دیوبند'' کی جانب سے ہو اسکی معاونت کرنی چاہئے اور اگر معاونت سے قاصر ہوں کم از کم مخالفت تو نہ کیجائے۔

مجھے خوب یاد ہے پچھلے دنوں حضرت مولانا الحاج السید اسعد مدنی مدظلہ نے عید گاہ کے ایک جلسے میں فرمایا کے جناب رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی میں کفار قریش نے ایک تنظیم قائم کی تنظیم کا مقصد تھ'' کمزوروں کی مدد کیجائیگی بیواؤں کو سہارہ دیا جائیگا، یتیمون کی پرورش کی جائینگی، اور ظالموں کا استیصال کیا جائیگا۔ جب یہ خبر آپ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا ہم اس تنظیم میں شرکت کرینگے۔ تو جب برائی کو مٹانے اور بھلائی پھیلانے کے لئے غیروں کے ساتھ بوقت ضرورت شرکت کرنی جایز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے تو بھلا برائیوں کو مٹانے کے لئے امت کو راحت پہنچانے کے لئے مسلمانوں کی جماعت کا ساتھ دینا کونسا گناہ ہے؟

بزرگان عظام! میں برابر عرض کرونگا اور انتہای رنج وغم وملال کے ساتھ عرض کرونگا ہمارے اختلافات سے قادیانیت کو نفع پہنچ رہا ہے عیسائت پروان چڑھ رہی ہے ادیان باطلہ کی آبیاری ہو رہی ہے۔

آیئے ہم سب اپنا محاسبہ کریں، دوستوں سے نہ الجھیں اپنی کھوئی ہوئی نعمتوں کی بازیابی کیلئے کوشاں رہیں، یہ دور مقابلہ ومبارزہ کا دور ہے، ہم بہت پیچھے ہو گئے ہیں ہمارا کام اب صرف دوڑنے سے نہیں چلیگا؟ بلکہ اب تو ہمیں جست لگانی پڑیگی۔

دعوت نامہ کے مطابق آپ حضرات کو جامعہ رشیدیہ کا جائیزہ لینا ہے۔ سامعین کرام! جو مکتبی دیئے سونگڑہ کے تین مقامات پر جلائے گے تھے دوستوں نے تو دو جگھوں سے ہانک کر ایک جگہ جہاں آپ تشریف فرما ہیں پہنچا دیا بحمد اللہ آج آپ حضرات کی معاونت سے کل کا ٹمٹماتا ہوا دیا آج کا چمکتا ہوا ضیا بنکر عالم کو منور کر رہا ہے۔ جامعہ کے پہلے سات سال جسمیں جامعہ کے مدرسین کو دھمکا کر چمکا کر اور کبھی کسی مدرس کو لالچ دیکر جامعہ سے بھگایا گیا مجھے مظالم کے دفاع، اور انتظامی امور کے ساتھ ساتھ تنہا خدمت درس بھی انجام دینی پڑی گرچہ میں حافظ نہیں ہوں مگر ٦ بچے حافظ قران اور ممتاز حافظ قران بنکر مظاہر العلوم سہارنپور، دار العلوم دیو بند عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے اور ہر دو بڑے اداروں میں اپنی تعلیمی و تربیتی صلاحیت کا بے مثال سکہ بیٹھایا اساتذہ کرام کی خوشنودی لئے کامیاب و کامران لوٹے۔

معزز سامعین کرام اراکن شوریٰ! میں آپ حضرات کو اس مدرسے کی غیر معمولی اور عجوبہ خوشخبری دینا چاہونگا غور سے سماعت فرمانے اور یاد رکھنے کی درخواست کرونگا اس مدرسہ کا پہلا حافظ جب مظاہر علوم سہارنپور سے فارغ ہوا یعنی فاضل پاس کیا تو حق تعالیٰ شانہ' نے ایک چونکا دینے، مسحور کر دینے والی نعمت سے نوازا، وہ یہ کہ آج تک بے شمار علماء مظاہر علوم سہارن پور اور دار العلوم دیوبند سے فارغ ہو کر آئے مگر ان میں سونگڑہ کا کوئی عالم آج تک پورے مدرسہ میں اول نہیں آیا تھا، یعنی First class first نہیں ہوا۔ آج آپ کے اسی مدرسے کا بچہ حافظ قران بنکر جب مظاہر علوم سہارنپور سے ١٩٩٧ء مین فاضل بنا تو پورے مدرسہ میں first class first کی سند کا حامل ہوا اور پھر یہی بچہ حق

تعالیٰ شانہ، کے دین کہ اپنی غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے آج ارض مقدس عرب کی پاک سرزمین میں مسند امامت وخطابت پر فائز ہے، یہ نعمت بھی اسی قبیل کی ہے جو آج تک کسی سونگڑہ کے عالم کو میسر نہیں ہوئی یہ بچہ میرا اور آپ سبھونکا عزیز، عزیز محترم مولانا الحافظ القاری سید عبداللہ بایزید سلمہ ہے۔

بزرگان محترم ! اللہ تبارک وتعالیٰ جن نعمتوں سے عزیز موصوف کو نوازا ہے اسپر ہم باشندگان سونگرہ جسقدر شکرادا کریں کم ہوگا فخر کرنا بجا ہوگا!

فالحمدللہ علیٰ ذالک، ولللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین

ٹھیک اسی طرح آج تک سونگڑہ میں کوئی ایک بھی عالم یونیورسٹی کا سند یافتہ مفتی پیدا نہیں ہوا تھا۔آپ حضرات کی معاونت سے ربّ قدیر کا احسان وفضل ہے کہ اسی مدرسے کا طالب علم دارالعلوم دیوبند کا فاضل نیز تخصص فی الادب سے کامیاب ہوا اور پھر اسی ایشیا کی سب سے بڑی درسگاہ اسلامک یونیورسٹی سے سند افتاء لئے مفتی دارالعلوم دیوبند'' کہلانیکا مستحق ہوا یہ ہم سبھوں کا عزیز عزیز گرامی مولانا المفتی الادیب سید فیصل داؤد سلمہ، ہیں یہ دوسری زبردست کامیابی ہے اور پھر اسی مدرسے میں حفظ کلام اللہ شریف سے ممتاز حیثیت سے کامیاب ہونے والا بچہ دارالعوم دیوبند سے سند فراغت لئے وقت کا ممتاز فقیہ جواں سال حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی زید مجدھم کی خواہش پر عزیز محترم مولانا الحافظ المفتی نوید عزیز سلمہ، المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد میں افتاء کی تعلیم حاصل کرکے بے مثال مفتی ہوا اور معہد سے اعزاز واکرام کے ساتھ بے شمار انعامات لیکر لوٹا آج ہر دو مفتیان کرام اپنی مادر علمی جامعہ رشیدیہ میں مسند افتاء پر فائیز صوبہ و

بیرون صوبہ کے فتاؤں کا جواب زبانی وتحریری بذریعہ ڈاک امت کو پہنچا رہے ہیں،

وان يردك بخير فلا رادّ لفضله۔

اب آپ حضرات کو فتویٰ لینے کے لئے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور امارت شرعیہ بہار اڑیسہ جھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کو سوال لکھ کر جواب کے لئے مہینوں انتظار اور کم از کم لفافہ پر دس روپے خرچ کرنیکی ضرورت نہیں جامعہ رشیدیہ میں تشریف لائیے سوال کیجئے فتویٰ سے لیکر فرائض تک کا جواب حاصل کیجئے، غرض سونگڑہ کی گذشتہ دوسوسالہ کمی کو آپ ہی کی جامعہ نے 'پر' کردیا ویسے تو مجبوراً مفتیون کی عدم موجودگی میں بندہ اور دوسرے علماء فتویٰ دیتے تھے اور چونکہ غیر مفتی کو بلا کسی خاص مجبوری کے فتویٰ دینا جایز نہیں ہے اب ہمارے سند یافتہ مفتیان کرام سونگڑہ میں موجود ہیں اب ہمارا فتویٰ دینا درست نہ ہوگا۔ حق سبحانہٗ تقدس کے فضل سے جامعہ کے کن کن انعامات کو شمار کرائی جائیں؟

آپ حضرات سبھی جانتے ہیں کہ تراویح کے نماز میں ھم جیسے کاہل نمازیون کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ جسقدر جلد ہوسکے فرض سنت تراویح سب کچھ حافظ صاحب ایک گھنٹے یا اس سے بھی کم وقت میں پڑھادیں، دوتین پارے کی سننے کی سکت نہیں ہوتی، مگر ہمارے حفاظ کرام بالخصوص عزیز محترم مولانا الحافظ السید عبیداللہ حافی کے متعلق صوبہ کے مختلف مقامات میں مطالبہ ہوتا ہے کہ حافظ صاحب آپ خوب پڑھیے کم از کم تین چار پارے ضرور پڑھیے کیونکہ آپ کے قران پاک سنانے میں ھم کچھ ایسے کھوئے جاتے ہیں اور مست ہوجاتے ہیں کہ ھمیں وقت کا پتہ نہیں ہوتا اور نہ ہی تکان ہوتی ہے۔ حافظ

صاحب موصوف کے قران پاک سنانے کی ستائش ہر خاص و عام کے علاوہ مرشد امت حضرت الحاج مولانا القاری امیر حسن صاحب زید مجدھم نے بھی فرمائی ہے۔

آپ کے جامعہ رشیدیہ میں تعلیم و تربیت کے علاوہ چار اہم اور ممتاز شعبے قائم ہیں، ۔شعبہ تربیت قضا، شعبہ دعوت و تبلیغ، شعبہ تحفظ ختم نبوت اور شعبہ افتاء۔

شعبہ تربیت قضا: قضا دین کا اہم ترین رکن ہے، جب تک امت اپنے مقدمات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ کرانے اور ان فیصلوں پر راضی رہنے کا عقیدہ نہیں رکھتی اور اسپر عمل نہیں کرتی وہ مسلمان ہی نہیں رہتی آیت ربانی:

''فلا و ربک لا یومنون الآیہ'' حق تعالیٰ شانہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ شرط ایمان یہ ہے کہ آدمی اپنے مقدمات میں اور جھگڑوں میں رسول پاک ﷺ کے فیصلوں (یعنی قران وحدیث کی فیصلوں) کو ناخوشی سے نہیں بلکہ خوشدلی کے ساتھ قبول کرے اور اسپر عمل بھی کرے۔مگر افسوس ان دنوں شرعی قاضیوں کا فقدان اور احکامات قضا سے ناواقفیت اور قضا کی اہمیت سے لاپرواہی کی بناء عام مسلمانوں کو قوانین اسلام کا علم اور اسپر عمل کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ جب کسی مسلمان کو کوئی مقدمہ درپیش آتا ہے تو اس کو اسلامی قانون داں اور قاضی میسر نہیں ہوتا مجبوراً سرکاری عدالت کا رخ کرتا ہے اور پھر سرکاری عدالت کے ناجائیز فیصلوں کو اگر اسکے منشا کے مطابق ہو گرچہ فیصلہ ناحق سہی اسکو قبول کر لیتا ہے اور نتیجتاً غیر اسلامی قانون کو اسلامی قانون پر ترجیح دیکر صرف مرتکب معصیت ہی نہیں بلکہ اسکا ایمان بھی متزلزل ہو جاتا ہے ضرورت تھی کہ جس طرح المعھد العالی پھلواری شریف پٹنہ المعھد العالی الاسلامی حیدرآباد المعھد کرناٹک وغیرہ دوسروں صوبوں میں

تربیت قضاء کی تربیت گاہیں قائم ہیں اور جس سے فضلاء کرام اسلامی قوانین اور فیصلہ کرنے کی تربیت لے کر ملک میں امارت شرعیہ، پرسنل لا بورڈ کے تحت قائم دار القضاء میں مسلمانوں کے مقدمات فیصلہ کرتے ہیں اور اسلامی قانون کی حفاظت کرتے ہیں اسیطرح اڑیسہ میں بھی کوئی تربیت گاہ ہو جس میں فضلاء کرام کو تربیت قضا سے لیس کر کے مسلمانوں کو اسلامی قانون پر چلنے کی راہ ہموار کی جاسکے خدا کا شکر ہے یہ عظیم امتیازی خدمت بھی آپ کے جامعہ میں امسال شروع کیا گیا ہے سال رواں میں تربیت قضا لینے دار العلوم دیوبند مظاہر علوم سہارن پور کے چار فضلاء کرام داخل ہیں جنہیں قضاء کی تربیت دیجاتی ہے۔

شعبۂ دعوت و تبلیغ: جامعہ رشیدیہ کا ایک مستقل شعبہ ہے جسمیں جامعہ کے طلباء ایام تعطیل میں جماعت بست ہو کر حسب ضوابط تبلیغی جماعت قرب وجوار کے محلوں میں کام کرتے ہیں اور اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اور جامعہ کے اساتذہ خود بھی شریک جماعت ہو کر طلبا کو تربیت دیتے ہیں۔

شعبۂ تحفظ ختم نبوت: یہ شعبہ جامعہ کا نہایت ہی ممتاز شعبہ ہے اور قیام جامعہ ہی کی تاریخ سے اپنی بے مثال خدمات پیش کر کے بڑے بڑے قادیانی علماء کے دانت کھٹے کرنیکا اعزاز حاصل کر چکا ہے کئی قادیانی مولوی لا جواب ہو کر راہ فرار اختیار کر چکے ہیں یہ شعبہ قادیانی دجل سے نابلد غریب مسلمانوں کو واقف کرانے اور پھر انہیں دین کی صحیح سمت کی زبردست رہنمائی کرتا رہا ہے یہ شعبہ اپنے یوم تاسیس سے تا ایں دم ۸۶ قادیانیوں کو مشرف بہ اسلام کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہے ذمہ داران جامعہ ہر ماہ اس سلسلے

میں سفر کر کے کمزور اور پسماندہ علاقوں میں جہاں قادیانی پہنچے ہوئے ہیں یا جن بستیوں میں نقب زنی کے لئے کوشاں ہیں وہاں پہنچکر ھدایت کا دیا جلاتے ہیں اور قادیانیوں کا تعاقب کر کے انہیں اپنی سوراخ میں پہنچادیتے ہیں۔

شعبۂ افتاء: جیسا کے میں نے عرض کیا ہے کہ آج تک سونگرہ میں کوئی ایک بھی سند یافتہ مفتی نہیں تھا اب بحمد اللہ آج آپ ہی کی جامعہ کے دو طالبعلم دار العلوم دیو بند اور المعھد العالی الاسلامی حیدر آباد سے افتا کا نصاب مکمل کر کے مفتی دار العلوم دیو بند مفتی معھد العالی الاسلامی حیدر آباد کی سند لئے جامعہ مین شعبہ فتاویٰ کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے آئے دن فتاویٰ کا جواب زبانی وتحریری طور پر دیکر خدمت خلق وخدمت امت کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔

خداوند قدوس کے فضل سے جامعہ میں ۷۱ بچے حافظ قران پاک ہوئے ۲۸ بچے ابتدائی فارسی عربی پڑھکر بڑے مدرسہ میں گئے اور فضیلت کی ڈگری حاصل کی اور ھندوستان کے مختلف صوبوں میں اعزاز واکرام کے ساتھ دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔سونگڑہ کے احباب نے تو کل دو مکتب برداشت نہیں کر سکے اور آج بحمد اللہ جامعہ کے زیر نگرانی سترہ مکاتب جاری ہیں جن میں نو سو سے زیادہ معصوم بچے نورانی قاعدہ کلمہ کلام نماز روزہ غرض ضروریات دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔اور ان بچوں کو خصوصیت کے ساتھ قادیانی ہتھکنڈوں سے محفوظ رہنے کا ''گر'' سکھایا جاتا ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے ؂عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

نہ ہم سونگڑہ کے دو مکاتب سے نکالے جاتے اور نہ ہمیں اتنے مکاتب قائم

کرنیکی توفیق ہوتی۔ ذالک فضل اللہ یو تیہ مین یشاء غرض آپ حضرات کے معانت اور خداوند قدوس کے فضل وکرم سے جامعہ رشیدیہ ریاض العلام سونگڑہ نے ملک وبیرون ملک میں ایک مقام حاصل کرلیا ہے اسکی خدمات کاایک سرسری جائزہ مین نے آپ حضرات کے سامنے پیش کیااورآپ حضرات سے جامعہ کے لئے نیک خواہشات کا طلبگار ہوں حق تعالیٰ شانہ جامعہ کو اس کے مددگاروں کو اور اسکے خادموں کوقبول فرمائے قبولیت اور کام رانی کامدار اچھے اعمال اچھے کردار اچھی رفتاراور اچھے گفتار پر ہے۔نرااچھے گفتار سے کامیابی نہیں ملتی ۔مجذوب نے فرمایا ”

کامیابی تو کام سے ہوگی

نہ کہ حسن بیان سے ہوگی

خداکرے جامعہ ہرقسم کی اچھائیوں سے آراستہ وپیراستہ رہے۔

میں ایک نہایت گناہ گار، سیاہ کار، خطاکار، لائق صدسزاواراللہ کا بندہ ہوں اعمال کے اعتبار سے کوراہوں البتہ یہ ضرور ہے کہ میں مسلمان ہوں کافرنہیں ہوں دوستوں نے جب ہرقسم کے الزایات لگاکربھی انہیں وہ کامیابی حاصل نہ ہوئی جسکی امیدلگائے بیٹھے تھےتو آخرمیں مجھ پرکفرکافتویٰ لگایا ۔مجھے شیخ سعدیؒ کاشعریادآگیا

بترزانم کہ خواہی گفت آنی

کہ دانم عیب من چوں من ندانی

الغرض میں اپنی نااہلی کے پیش نظر مناسب سمجھا کہ اب جامعہ رشیدیہ ریاض العلوم سونگڑہ جیسی مقتدر درسگاہ کا اہتمام مجھ نااہل پیرناتواں کے پاس رہے اسلئے ایک با وقار اہل علم ودانش پر مشتمل شوریٰ کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے ہر فرد میں مہتمم ہونے کی صلاحیت موجود ہے البتہ فرصت وسہولت کے اعتبار سے اہتمام کے اہل حضرت مولانا الحاج السید ابوداوٗد صاحب قاسمی مدظلہٗ جوشروع ہی سے میرے رفقاء کار میں سے ہیں عہدہ اہتمام سپرد کرتا ہوں کہ موصوف متشکلہ شوریٰ کے مشوروں سے ادرے کو چلائیں اور فروغ دیں دین کا کام کسی ذات کے ساتھ مختص نہیں، ذاتیں آتی رہیں گی او، جاتی رہیں گی اور ادارہ اصل ہے اور قیامت تک رہیگا انشاء اللہ۔ اب بحمد اللہ ماضی اچھا حال اچھا، طلباء اچھے اساتذہ اچھے شوریٰ اچھا اور مہتمم اچھا جو بھی خدمات مستقبل میں ہونگی انشاء اللہ وہ اچھی ہی ہونگی و لیس ذالک علی اللہ بعزیز

طبعی طور پر میں مظاہری ہوں اور عہدے سے فرار میرا مزاج ہے مجھے اسوقت تک عہدے میں رہنا پڑا جب تک عہدے پر رہنے کے لئے کوئی دوسرا تیار نہ تھا کس کی مجال تھی کہ بلّی کے گلے میں گھنٹی ڈالے؟ اور اب جب سب کچھ بلائیں بحمد اللہ دور ہو گیئں تو دوستوں نے اپنی روش بدلی اور اپنے دست مبارک سے انعام دینے لگے اور اکرام ہونے لگا تو عہدے کے حقدار کو عہدہ سپرد کرتا ہوں رب غفور ورحیم سے امید وار ہوں کہ وہ میری سیأت کو حسنات سے بدل دیگا اور جامعہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی سے ہمکنار فرمائیگا وما ذالک علی اللہ عسیر۔

میں نے خطبہ کے ساتھ ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے جسکے ترجمے پر اکتفا کر تے ہوئے اپنی باتوں کو ختم کرتا ہوں آیت "واتقوا یوما الایہ" نزول قران پاک کے اعتبار سے سب سے آخیر کی آیت ہے رسول الثقلین علیہ وسلم ﷺ کے پردہ فرمانے سے ایک قول کے مطابق ۲۳ دن دوسرے قول کے اعتبار سے ۹ دن قبل نازل ہوئی اسکے بعد اور کوئی آیت نازل نہیں ہوئی بزرگو! یہ آیت کسقدر مہتم بالشان ہے کہ سب سے آخر میں رب ذوالجلال نے انسانوں کو تنبیہ فرمایا گر ہم سب صرف اسی ایک آیت کو متحضر رکھکر زندگی گذاریں تو یقیناً یہی ایک آیت شریفہ ہمارے سعادت دارین کے لئے کافی ہوگی۔

ارشاد ربانی ہے "ڈرو اس دن سے! جس دن تم سب اللہ کے حضور میں ہوگے اور پھر ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اگر ہمیں اللہ کا ڈر اسکا خوف پیدا ہو جائے تو پھر ہمارا کام سب درست ہو جائیگا اور اگر خدانخواستہ اللہ سے نڈر اور بے خوف ہو گئے تو پھر خسر الدنیا والآخرۃ ہے خداند قدوس ہمارے دلوں میں اپنی خشیت پیدا فرما کر اطاعت کی توفیق عطا فرمائے معصیت سے بچنے کی صلاحیت پیدا فرماوے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

آخر میں جامعہ کی جانب سے مین آپ تمام سامعین کرام اراکین شوریٰ اور مقدس فاطماؤں کا بے حد شکر گذار ہوں کہ آپ حضرات نے اپنی قیمتی وقت کو فارغ کر کے نزدیک اور دور دراز سے مشقت برداشت کر کے جامعہ کی اس نشست میں شرکت فرمائی حق تعالیٰ شانہ ہر ایک کو اپنے شایان شان عمدہ بدلہ مرحمت فرمائے اور ہماری اس مجلس کو جو بے شمار کوتاہیوں خامیوں سے لبریز ہے پاک و منقح کر کے ہماری حسن خاتمہ کا ذریعہ

ربنائے آمین۔ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و اھل بیتہ اجمعین آمین آمین آمین۔

نوٹ:ا۔ بندہ کی پیش کردہ رپورٹ کا عنصر غالب تاریخ پر مبنی ہے اگر کسی صاحب کو کوئی خلجان پیش آئے تو ان سے درخواست ہے کہ بندے کو مطلع فرمائیں، ممنون ہوگا۔

سید عبدالحفیظ مظاہری
مہتمم
جامعہ رشیدیہ ریاض العلوم سونگڑہ

بحمداللہ حضرت مولانا مدظلہ کی تصنیف ''تاریخ سونگڑہ'' جلد ہی منظر عام پر آرہی ہے۔

'ناظم شعبہ نشرواشاعت'

Madrasa 0671-2350408

Mohtamim 0671-2350684(R)

Mobile 9437136708

COMPUTERISED AND COMPILED BY SALIK & RUBY.

RING:0671-3270579,2420304,2627544

